خدمت سے آخر ایق توجہ گورنمنٹ واعیان ملک ومذہب

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر سیتم — معہ — جلد ششم

مشتمل بر مسایل مذہبی معنا اہل السنۃ

بابت شعبان ۱۳۰۹ھ مطابق جولائی ۱۸۹۲ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

تفصیل خریداران بشرح ذیل	قیمت سالیانہ بابت محصول	قیمت سالیانہ بابت بیرون
خریدار ہای پرانے سنتوں کے نواب اور رئیس۔	لاعلیحدہ	مے
خریدار ہای گورنمنٹ انگریزی وعہدہ داران گورنمنٹ وغنا اغنیا ولائبریری سوسائٹی	۵ے	۱۰ے
خریدار ہای جدید	۷ے	۱۴ے
خریدار ہای جو پرچہ ہوا سے زیادہ آمدنی نہ کہیں اپنی سالانہ پیشگی داخل کریں	۱۰ے	۱۲ے
خریدار ہای جو پرچہ ہوا کی آمدنی نہ کہیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	لاعلیحدہ	لاعلیحدہ

رسالہ ہذا سے صیغہ فروخت نہ ہوگا ان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکے گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی قیمت یا تو کی تفصیل وار رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری خریدار کی نہیں اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہیں ہی اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربرآری ممکن ہے۔ جو صاحب رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور فرمائین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا ضمیمہ واپس کرین خط وکتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان ونشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے رسالہ نہ بندریعہ منی آرڈر ڈاک خانہ مناسب ہی ؎

راقم ابوسعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سیدہ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزہ

صیام رمضان من الاسلام
رمضان کے روزے اسلام کی جزہیں

زمانہ نبوت سے لیکر اس صدی تک جسمین ہم ہین تمام مسلمانون کا اسپر اتفاق رہا ہے کہ روزہ ماہ رمضان اسلام کا جزو ہے جیسی نماز وزکوۃ وحج وغیرہ اور اچھا بھلا قوی توانا آدمی جو مرض وسفر مین مبتلا نہو روزہ نہ رکھنے یا نہ رکھنے مین خود مختار نہین ہے۔ اور ابتدا سے آجتک مختلف فرقہ ہائے اہل اسلام (سنّی بدعتی شیعے۔ خارجی۔ معتزلی وغیرہ وغیرہ) سے کسیمین اسمین اختلاف نہین کیا مگر عرصہ تقریباً ایک سال سے نئے خیال کے لوگون نے (جو احکام دین اسلام کی ترمیم وجہانٹ کر رہے ہین جسکا نام تہذیب رکھتے ہین) اس روزہ مین یہہ ترمیم کی ہے کہ اسکو واجب مخیر (یعنی اختیاری فرض) بنا دیا اور فتوا دیا ہے کہ صحیح وتندرست آدمی جو نہ مریض ہو نہ مسافر اگر یہ روزہ نہ رکھے مین تکلیف پاوے گو وہ تکلیف حد مرض تک نہ پہنچے اور کوئی بیماری پیدا کرے تو اسکو جایز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور اسکے بدلے ایک مسکین کو روٹی کھلا دیا کرے اور اس ترمیم وتصرف پر انہون نے ایک دلیل نقلی (آیت مجمل ومحتمل الوجوہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین) سے استدلال کیا ہے جسکے کئی معنی ہو سکتے ہین اور کسی ایک معنی پر کوئی دلیل قطعی قائم نہین ہے اور نہ اہل اسلام کا اسپر اتفاق ہے اور ایک دلیل عقلی سے استشہاد کیا ہے جسکی بنا انکے خیال مین انسانی ہنر پر ہے۔

ہم اس مضمون مین مسلمانون کے قدیمی ومتوارث اعتقاد کی درستی ومضبوطی بیان کرنا چاہتے ہین اور اُن اہل تہذیب کی غلطی بتاتے ہین۔ بدون اسکے کہ کسی خاص شخص کو مخاطب کرین یا کسی کتاب وتالیف کو نشانہ بنائین چنانچہ اس بات کا ہم وعدہ

† یہہ الفاظ لوگون کے محاورہ عام پر بولے گئے ہین اور ہم یہہ الفاظ کو کسی کی نسبت کہنی پسند نہین کرتے چنانچہ اس بارہ مین علیحدہ ایک مضمون لکھین گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واضح ہو کہ ہمارے مدعا کی تائید و قول مخالف کی تغلیط تین اصول پر موقوف ہے
جن کو قبل بیان مدعا بیان کیا جاتا ہے۔ پس جو صاحب ہمارے مدعا اور قول مخالف
مین محاکمہ یا کسی جانب کی تائید یا تزئیف کرنا چاہین وہ پہلے ان اصول مین نظر کرلین
اصل اول یقین ثابت شک عارض سے زایل نہین ہوتا۔

تشریح

جو امر یقین سے ثابت ہو چکا ہو۔ وہ پیچھے کر شک آجانے سے باطل نہین ہوتا

تمثیلات

(۱) زید اپنے بیٹے یا بیوی کو جانتا ہے کہ وہ اُسکا بیٹا یا بیوی ہے۔ پس تہوڑی دیر اُن سے
غائب ہونیکے بعد اُسکا یہہ شک و احتمال کہ شاید وہ نہون اُسکے اصلی بیٹے یا بیوی کی ہم
شکل و مشابہ کسی اور کا بیٹا یا بیوی ہو اُسکے یقین سابق کو باطل نہین کرسکتا۔
(۲) زید نے نماز ظہر کے لئے وضو کیا تہا۔ پہر عصر کے وقت اُسکو شک ہوا کہ شاید
وہ وضو نہین رہا اس شک سے وہ وضو فاسد نہین ہوتا۔
اصل دوم دلیل محتمل الوجوہ والمعانی مفید یقین نہین ہوتی اور کسی خاص معنی پر منجملہ
ان معانی کے بدون شہادت اور دلیل مستقل کے اِس سے استدلال صحیح نہین۔

تشریح

جس آیت یا حدیث یا کسی اور کلام بشر کے کئی معنی ہوسکین۔ اِس سے کسی خاص معنے
کی مراد ہونیکا یقین حاصل نہین ہوسکتا۔ اور اِس معنی کی مراد ہونے پر بدون شہادت
دوسری کلام یا قرینہ کے صرف اُسی مشتبہ و محتمل کلام سے تمسک نہین کیا جاسکتا۔

تمثیلات

(۱) زید کے چار بیٹے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک بیٹے کو مینے ایک ہزار روپیہ دیا۔ اِس
کلام سے کوئی خاص بیٹا اپنے مراد ہونے پر استدلال نہین کرسکتا ✦

(۳) آیت (والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء) مین لفظ قرء سے حیض یا طہر کے مراد ہونے پر صرف یہی لفظ قرء جو طہر و حیض دونون کے لئے عرب مین مستعمل ہے دلیل نہین ہوسکتا۔ اسلئے حنفیہ اس سے حیض مراد ہونے پر صیغہ کے جمع ہونیسے استدلال کرتے ہین چنانچہ اصول فقہ مین اسکی تفصیل ہے۔ اور شافعیہ و اہلحدیث اس سے طہر مراد ہونے پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہین جسمین طہر مین طلاق دینے کا حکم دیا پھر اس طہر کو عدت کہا جسمین طلاق دینے کا حکم آیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے۔

اصل سوم مسلمانون کا صدر اول سے اتفاقی تعامل و توارث دلیل قطعی مفید یقین ہے

تشریح

جس امر کو اہل اسلام زمانہ نبوت سے لیکر آجتک بالاتفاق عمل مین لاتے ہین اور اسکو ہر† زمانہ کے لوگ بتوارث و تواتر نقل کرتے چلے آتے ہین وہ امر یقیناً ثابت ہے اور یہہ اتفاقی تعامل و توارث اہل اسلام اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے۔

تمثیلات

(۱) کعبہ جو ملک عرب و شہر مکہ مین موجود ہے۔ اسکا وہ کعبہ ہونا جسکے حج کا قرآن مین حکم آیا ہے اور اسکو بیت العتیق و قبلہ فرمایا گیا ہے) مسلمانون کی اتفاقی تعامل

---

† ان قیود کو ناظرین و مناظرین غور سے ملاحظہ فرماوین۔ ان مین نہ کسی خاص زمانہ متاخر کا اصطلاحی اجماع داخل ہوسکتا ہے (جسکی حجت ہونے مین ظاہریہ وغیرہ کو کلام ہے) نہ رسوم و رواج ازمنہ متاخرہ جنکی سند صاحب شریعت تک نہین پہنچتی اور وہ بالاتفاق لایق حجت نہین ہین۔ انمین صرف وہی امور شامل و داخل ہوسکتے ہین جو آنحضرت کی قول و فعل سے ثابت ہین اور مسلمانون مین بتوارث یکے بعد دیگرے قرناً بعد قرنٍ متداول و معمول چلے آتے ہین جنکی حجت و سند ہونے مین آجتک کسی مسلمان کا اختلاف مسموع نہین ہوا۔

وتوارث سے ثابت ہے۔ اور یہ اتفاق اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے۔

(۳) نماز کے اتفاقی ارکان رکوع وسجود وقیام وغیرہ اور انکی صورتین اور اعداد رکعات فرائض وہیئت ارکان وشعائر حج اسی تعامل وتوارث اہل اسلام سے ثابت ہین اور یہی تعامل وتوارث انکی ثبوت پر دلیل قطعی ہے۔

یہہ اصول مسئلہ بداہت عقل وشریعت سے ثابت ہین واہل اسلام مین مسلم۔ اسلئے جسنے انکی دلیل بیان نہین کی۔ صرف تمثیل پر قناعت کی ہے۔ اگر کوئی انکی حجیت و ثبوت مین کلام کریگا تو عقل ونقل سے انکا ثبوت دیا جاویگا اور بازالۂ خفا ان اصول کی بداہت پر اسکو متنبہ کیا جاویگا۔

جب یہہ اصول بیان ہوچکے تو اب اصل مدعا کو بیان کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

فرضیت صیام رمضان ہر مکلف صاحب طاقت پر جو بیمار ومسافر نہ ہو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک باتفاق اہل اسلام ثابت ہے۔ اور اس فریضہ پر نصوص قرآن اور دعوت مدت العمری حضرت رسالت وتعامل وتوارث کافہ اہل اسلام ہر عصر دلایل ہیں

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ بقرہ ۲۳۶

قرآن مجید مین ارشاد ہے۔ اے ایمان والو تمپر روزہ فرض کئے گئے ہین جیسے تمسے پہلون پر فرض کئے گئے تھے ✻ ✻ رمضان کا مہینا ہے جسمین قرآن اوتارا گیا ہے جو لوگون کے لئے ہدایت ہے اور کھلی نشانیان راہ کی اور چکوتے احکام۔ پس جو اسمین حاضر ہووہ اسکا روزہ رکھے اور جو مریض یا مسافر ہووہ دوسرے دنون کو شمار کرے یعنی اتنے دن روزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسیکو اسلام وارکان اسلام کی دعوت وتعلیم فرماتے

عن طلحة بن عبد الله قال جاء رجل الى رسول الله من اهل نجد ثائر الرأس تسمع دوي صوته ولا نفقه ما يقول حتى دنا فاذا هو يسال عن الاسلام فقال رسول الله خمس صلوات في اليوم والليلة فقال هل علي غيرها قال لا الا ان تطوع - قال رسول الله وصيام رمضان الحديث (بخاری ص۱۲ مسلم ص۳۰)

تو اسمین صیام رمضان کو ذکر کرتے - ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کا سوال کیا تو آپ نے اُسکے جواب مین پانچ وقت نماز وصیام رمضان وزکوۃ کو ذکر فرمایا

عن انس جاء رجل من اهل البادية (في رواية البخاري اسمه ضمام) فقال يا محمد اتانا رسولك فزعم لنا ان علينا صوم شهر رمضان في سنتنا قال صدق قال فبالذي ارسلك الله امرك بهذا قال نعم - صحیح مسلم ص۳۱ صحیح بخاری ص۱۵

ضمام بن ثعلبہ نے آنحضرت کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرستادہ نے بیان کیا ہے کہ ہمپر رمضان کے روزے فرض ہین آنحضرت نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے پہر اُس نے عرض کیا کہ یہہ خدا کا حکم ہے؟ آنحضرت نے فرمایا ہان -

عن ابن عباس ان وفد عبد القيس لما اتوا النبي صلى الله عليه وسلم امرهم بالايمان بالله وحده قال اتدرون ما الايمان بالله وحده قالوا الله ورسوله اعلم قال شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة وصيام رمضان ثم قال رسول الله احفظوهن واخبروهن من ورائكم (بخاری ص۱۲ مسلم ص۳۴)

قبیلہ عبد القیس کے وکیل آنحضرت کے پاس آئے اور آپ نے ان کو ایمان تلقین کیا تو اُس مین نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام کو ذکر فرمایا اخیر مین یہہ ارشاد کیا ان باتون کو یاد رکہو اور اپنے پچہلون کو ان کی خبر دو -

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ رجل فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتودی الزکوۃ وتصوم رمضان۔ قال رسول اللہ ہذا جبرئیل جاء لیعلم الناس دینہم۔ مسلم ص۴۹ بخاری ص۱۲

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم امت کے لئے آنحضرت سے اسلام کا سوال کیا تو انکے جواب مین بہی آنحضرت نے صیام رمضان کو منجملہ اسلام شمار کیا آخر مین یہہ فرمایا کہ یہہ (سایل) جبرئیل تہا لوگون کو دین سکہانے آیا تہا یہہ ہمنے چند احادیث کا خلاصہ مطلب نقل کیا ہی اور اس قسم کی اور بہت احادیث ہین جسکا احصا و شمار دشوار ہے

اور تعامل و توارث مسلمین محتاج نقل و بیان نہین ہے۔ سبہ کوئی جانتا ہے کہ اسلام کے ہر مذہب و طریق مین رمضان کے روزہ فرض ہین۔ اور کسی مذہب شیعہ۔ سنی معتزلی خارجی وغیرہ مین اچہے بہلے آدمی کو روزہ نہ کہنا اور اسکے بدلے فدیہ (ایک مسکین کا کہانا) دیدینا جائز و معمول و مروج نہین ہے۔

یہہ دلایل (آیات کتاب اللہ۔ و احادیث رسول اللہ۔ و تعامل امت محمدیہ) قطعی و یقینی†

† اگرچہ نصوص قرآن جو درباب صیام وارد ہین عمومات ہین اور عام قطعی الدلالۃ نہین ہوتا اور احادیث نبویہ جو اس باب مین منقول ہوئی ہین وہ اخبار احاد ہین اور اخبار احاد بہی ظنی ہوتی ہین ولیکن تعامل و توارث امت نے (جسکا قطعی ہونا اصل سوم مین بیان ہوا ہے) ان عمومات کو قطعی بنادیا اور یقینا بتادیا ہے کہ ان عمومات سے باستثناء مریض وغیرہ کے (جنکا مستثنی ہونا صریح کتاب و سنت سے ثابت ہی) سبہی افراد مراد ہین اور احادیث مذکورہ اگرچہ بلحاظ خصوص طرق و الفاظ اخبار احاد ہین مگر بنظر معنی و قدر مشترک متواتر ہین۔ یہی تعامل و توارث امت انکی تواتر معنوی پر دلیل ہے اس سے صاف ثابت ہی کہ یہہ ادلہ قطعی ہین اور فرضیت صیام پر قطعی و یقینی طور پر دلالت کرتی ہین یہی وجہ ہی کہ دین اسلام مین

طور پر صیام رمضان کا فرض ہونا ثابت کر رہے ہین اب اِس فرض قطعی سے اُن جوان و تندرست لوگون کو (جو روزہ رکہنے مین مرض کے سوائے تکلیف پاتے ہین) مخصوص و مستثنی کرنا اور انکو یہہ فرض قطعی معاف کر کے یہہ اختیار دینا کہ وہ چاہین روزہ رکہین چاہین اسکے فدیہ (بدلہ) مین ایک مسکین کو کہانا کہلا دیا کرین اسپر موقوف ہی کہ اِس حکم قطعی سے اُن لوگون کے مخصوص و مستثنی ہونے پر ویسے ہی دلایل قایم ہون جیسے اِس حکم کے ثبوت پر قطعی دلایل قایم و موجود ہین۔ اور جہانتک کتاب اللہ و سنت و تعامل و توارث امت ہین تفحص و غور کیجاتی ہے ایسی کوئی دلیل جو اُن لوگون سے اِس حکم کو معاف و رفع و منسوخ کر دے پائی نہین جاتی۔ اِس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان لوگون کو اِس حکم سے مخصوص و مستثنی کرنا اور روزہ رکہنے (فدیہ دینے مین خود مختار بنانا جایز نہین ہے وہو المدّعا۔

اس دلیل کا پہلا مقدمہ (کہ ان لوگون کے مستثنی ہونے کے لئے دلیل قطعی کا موجود ہونا ضروری ہے) تو اصل اول مین ثابت ہو چکا اور بخوبی بیان ہو گیا ہے کہ امر قطعی کے مقابلہ و ازالہ کے لئے امر قطعی بکار ہے اور یقین ثابت شک سے زایل نہین ہو سکتا۔

دوسرا مقدمہ (کہ اُن لوگون کے مستثنی ہونے پر دلیل قطعی موجود نہین ہے) یہہ ثبوت رکہتا ہے کہ سنت و تعامل امت مین تو ایسی دلیل کا نام و نشان پایا نہین جاتا اور نہ کسی موافق یا مخالف کو اسکا دعوی ہے۔ کوئی نہین کہتا اور نہ کہسکتا ہے کہ آنحضرت نے جوان تندرست لوگون کو روزہ نہ رکہنے اور اُسکے بدلے ایک مسکین آدمی کو روٹی کہلا دینے کا حکم دیا اور اسپر آنحضرت کے زمانہ سے زمانہ صحابہ یا تابعین یا انکے بعد آجتک

بقیہ حاشیہ ۱۹۵ نماز روزہ وغیرہ احکام کو قطعی مانا جاتا ہے اور انکے منکر کو کافر کہا جاتا ہی باوجودیکہ نصوص قرانیہ جوان احکام مین وارد ہین عمومات ہین اور احادیث نبویہ لفظاً احاد۔ ۱۲

سنی فرقہ یا کسی مسلمان کا عمل رہا۔ اب رہی کتاب اللہ اسمیں بھی کوئی ایسی بات قطعی الدلالۃ واضح المراد پائی نہیں جاتی۔ جس سے صاف وصریح طور پر اُن لوگوں کے لئے روزہ نہ رکھنے اور اسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت نکلتی ہو ؎

اب رہیگا یہ جو اِس حکم صیام کی ترمیم کے درپے ہیں وہ اِس حکم سے جوان وتندرست لوگوں کے مخصوص ومستثنیٰ ہونے پر ایک دلیل نقلی آیت (وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ) پیش کرتے ہیں دوسری دلیل عقلی وہ یہ۔

عقلی دلیل کے وہ یہ تقریر کرتے ہیں کہ اِس آیت میں جو لفظ یطیقون وارد ہے کے معنی (چنانچہ بعض علماء سے تفسیر کبیر میں منقول ہیں) مشقت وتکلیف سے کام کرنے کے ہیں کیونکہ لفظ وسع وطاقت وہ لفظ جداگانہ ہیں۔ وسع اُس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر بسہولت وآسانی قادر ہو۔ طاقت اُس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر تکلیف اوٹھا کر اور بمشکل قادر ہو۔ پس بلحاظ لفظ یطیقون آیت کے معنی یہ ہوئے کہ جو لوگ سختی وتکلیف اُٹھا کر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اُنکو اجازت ہے کہ روزہ کے بدلے فدیہ دیدیں اور قرأت شاذہ یطوقونہ وغیرہ جنکے معنی یکلفونہ کے ہیں نیز اسی معنی کے موید ہیں۔

عقلی دلیل اُن حضرات کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام انسان بڈّے ہوں خواہ جوان باعتبار خلقت اور موسم اور ملک کے مختلف ہوتے ہیں بہت جوان روزہ رکھنے میں تکلیف پاتے ہیں۔ بعض بڈّے روزہ کی تکلیف کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ پھر وہی لوگ جو ایک موسم میں روزہ رکھنے میں تکلیف نہیں پاتے دوسرے موسم میں نہایت تکلیف اُٹھاتے ہیں ایک ملک کے لوگ جبکہ دن معتدل مقدار ہوتا ہے آسانی سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور جب دن بڑا ہوتا ہے روزہ میں نہایت تکلیف اٹھاتے ہیں بلکہ بعض ملکوں میں کبھی اتنا بڑا دن ہوتا ہے کہ اُسمیں روزہ رکھنا طاقت

انسانی سے خارج ہے جیسی عرض تسعین جسمین چہہ مہینے کا دن ہوتا ہی اور عرض ستین جہان بعض ایّام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے - پس بلحاظ اُن حالات واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک وہر موسم مین روزہ رکہنے کا حکم دینا نامناسب ونیچر انسانی کے مخالف ہی اسلئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکہنی مین تکلیف اُٹہاوین وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرین -

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام وناقابل استدلال ہین قطعی ہونا تو کھان -

نقلی دلیل اسلئے ناتمام وناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال رکہتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہو چکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکہی وہ لایق استدلال نہین ہوتی -

وہ احتمالات معانی ووجوہات بتفصیل ذیل ہین -

(۱) لفظ **یطیقونہ** کے لفظی معنے **دو طرح** کے ہو سکتی ہین **ایک** وہ جو آپنی بیان کئے ہین کہ "جو لوگ بتکلیف وسختی روزہ رکہین" جو طاقت کو مغایر وسعت قرار دینی پر موقوف ہین -

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکہہ سکین جو طاقت کو بمعنی وسعت قرار دیکر کئے جاتے ہین اور جمہور علما حضرت سلمہ بن الاکوع وحضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے یہی معنے سمجہکر اس آیت کو منسوخ بتاتے ہین صحیح **بخاری** وغیرہ مین حضرت سلمہ بن اکوع سی مروی ہے کہ جب آیت وعلی الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا افطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

عن سلمة بن الاكوع قال لما نزلت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين كان من اراد ان يفطر ويفتدي حتى

انسانی سے خارج ہے جیسے عرض تسعین جسمین چہہ مہینے کا دن ہوتا ہی اور عرض ستین جہان بعض ایّام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے - پس بلحاظ اُن حالات واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک وہر موسم مین روزہ رکہنے کا حکم دینا نامناسب و نیچر انسانی کے مخالف ہی اسلئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکہنے مین تکلیف اُٹہاوین وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرین -

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام وناقابل استدلال ہین قطعی ہونا تو کہان -

نقلی دلیل اسلئے ناتمام وناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال رکہتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہو چکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکہے وہ لایق استدلال نہین ہوتی -

وہ احتمالات معانی ووجوہات بتفصیل ذیل ہین -

(۱) لفظ **یطیقونہ** کے لفظی معنے **دو طرح** کے ہو سکتے ہین **ایک** وہ جو آپنے بیان کئے ہین کہ "جو لوگ بتکلیف وسختی روزہ رکہین" جو طاقت کو مغایر وسعت قرار دینے پر موقوف ہین -

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکہہ سکین جو طاقت کو بمعنی وسعت قرار دیکر کئے جاتے ہین اور جمہور علما حضرت سلمہ بن الاکوع وحضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے یہی معنے سمجہکر اس آیت کو منسوخ بتاتے ہین صحیح **بخاری** وغیرہ مین حضرت سلمہ

عن سلمة بن الاكوع قال لما نزلت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين كان من اراد ان يفطر ويفتدي حتى

بن اکوع سے مروی ہے کہ جب آیت وعلی الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا افطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

تفاسیر مین قول حضرت عمرؓ و حضرت سلمہؓ و جمہور علماء منقول ہی جسمین صاف ادعاء ہے کہ اس آیت مین ہر کسیکو بلا قید مشقت و تکلیف روزہ نہ رکہنے کا اختیار دیا گیا تہا جو پیچہے کہ بحکم آیت فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ منسوخ ہوا۔ پس جبتک اہل نیچر اور حضرت ابن عمر وغیرہ مین کسی اور دلیل کے شہادت سی یہہ فیصلہ نہو لے کہ آیت کی معنے وہی مراد ہین جو اہل نیچر بیان کرتے ہین نہ وہ معنے جو حضرت ابن عمر وغیرہ کہتے ہین اہل نیچر کا استدلال اس سے صحیح نہین ہے۔

اہل نیچر نے جو اپنے تجویزی معنے کی تائید مین قول بعض علماء بحوالہ تفسیر کبیر پیش کیا ہے وہ اس فیصلہ کے لئے دلیل ہونے کی لایق نہین ہے۔ کیونکہ وہ صرف بعض علماء کا قول ہے اور عامہ اہل لغۃ و محاورات عرب کے مخالف ہی۔ اسی تفسیر مین (جسپر اہل نیچر کا اعتماد ہے) کہا ہے کہ وسع مین دو قول ہین ایک کہ وہ عین طاقت ہے دوسرا یہہ کہ وہ طاقت سی (مشقت مین) کم ہے اور یہی قول معتزلہ وغیرہ کا ہے۔ ایسا ہی تفسیر فتح البیان مین کہا ہے اور اسمین یہ بہی کہا ہی کہ قول اول اہل لغۃ کی تفسیر ہے۔

وفی الوسع قولان احدہما انہ الطاقۃ والثانی انہ دون الطاقۃ وہو قول المعتزلۃ ومقاتل والضحاک (تفسیر کبیر ص ۵۷۳ جلد ۲) وفی فتح البیان الاول انہ الطاقۃ کما فسر بہ اہل اللغۃ

قاموس مین لفظ وسع کے بیان مین کہا ہے کہ یہہ کہنا ہمکو وسعت نہین ہے یہی کہنا ہے کہ ہمکو طاقت نہین ہے اور لفظ طوق کے بیان مین کہا ہی کہ طوق عین وسعت ہے مجمع البحار مین مادہ وسع مین وسع کو بمعنی طاقت قرار دیا ہی اور بذیل مادہ طوق طاقت کو بمعنی وسعت بلا ضرر و مشقت تفسیر کیا ہی۔

وما اسع ذلک ای ما اطیقہ والطوق الوسع والطاقۃ (قاموس مختصر) والوسع والسعۃ الجدۃ والطاقۃ خیر امرہم من الاعمال بما یطیقونہ ای یطیقون الدوام علیہ بلا مشقۃ وضرر (مجمع البحار ص ۳۴۲ ج ۲ و ص ۴۳۶ جلد ۳)

اور قرآن و حدیث مین جو محاورہ عرب عربا کا مخزن ہے بہت جگہ وسعت بمعنی طاقت ہے اور طاقت بمعنی وسعت بولنے مین آئے ہین سورہ بقرہ و اعراف و مومنین مین جو آیت

دیکہو بیضاوی ص۱۱۳ معالم ص۱۰۰ وغیرہ

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا مین لفظ وسع واقع ہوا ہے اسکی تفسیر مفسرین نے وسعت سے کی ہے اور کہین لفظ طاقت کے ساتہہ لفظ وسعت بہی ملا دیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ الفاظ ایک دوسرے کے معنی مین بولے جاتے ہین۔

ایسا ہی جو سورہ بقر کے اخیر مین لفظ طاقت وارد ہوا ہے اس کی مفسرین نے استطاعت سے

دیکہو تفسیر فتح البیان ص۳۵۲ ج۱ و تفسیر کبیر ص۵۷۹ جلد ۲

تفسیر کی ہے جو وسعت کے معنی مین ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تم وہ عمل لازم پکڑو جسکی طاقت رکہو

عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ علیکم بما تطیقون من العمل فان اللہ لا یمل حتی تملوا (بخاری ص۱۵۴)

اسلئے کہ خدا تعالے ثواب دینے سے نہین رکتا یہانتک کہ تم تہک کر عمل کرو یعنی تہک کر عمل کروگے تو ثواب نہ پاؤگے

اس حدیث مین طاقت سے وسعت مراد ہے نہ طاقت بہ تکلیف و مشقت اسی سے تو اس حدیث مین منع کیا اور صاف فرمایا ہے کہ تہک کر عمل کروگے تو ثواب نہ پاؤگے ایسا ہی اوس حدیث (امرہم من الاعمال بما یطیقونہ یعنے آنحضرت لوگون کو اون اعمال کا حکم دیتے جنکی وہ طاقت رکہتے) مین طاقت سے وسعت مراد ہے جسکی نقل و تفسیر عبارت مجمع البحار مین گزر چکی ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے عبد اللہ بن عمرؓ و عنہ کو جو ہمیشہ روزہ رکہتے

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صم من الشہر ثلثۃ ایام قلت انی اطیق اکثر من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق افضل من ذلک قال فصم یوما وافطر یوما وقال انی اطیق افضل من ذلک فقال النبی صلعم

تہے) فرمایا۔ ہر مہینے مین تین دن روزہ رکہہ انہون نے عرض کیا مین اس سے زیادہ طاقت رکہتا ہون پہر آپنے دو دن افطار اور ایک دن روزہ رکہنے کا حکم دیا اوسکے جواب مین بہی انہون نے یہی عرض کیا اسی قسم کے اور سوال

لا افضل من ذلک (بخاری ص۲۶۵) جواب ہوئے اس حدیث مین بہی طاقت سے وسعت مراد ہے اگر اونکی مراد یہ ہوتی کہ مین تکلیف سے روزہ رکہہ سکتا ہون تو آپ اونکو پہلے ہی سوال پر روک دیتے اور وہ دوسری اور تیسری دفعہ عرض نکرنے پاتے چنانچہ اور لوگ جو آنحضرت

دیکہو قصہ نماز حضرت زینب بخاری مین ص۱۵۴ کے وقت مین تکلیف سے عبادت کرتے تہے اس سے روکی گئی۔

یہہ قرآن وحدیث کے محاورات اور اہل لغت کی تصریحات صاف ناطق ہین کہ طاقت بمعنی وسعت وسہولت زبان عرب مین مستعمل ہے۔ پہر اس آیت مین صرف بشہادت قول بعض علما یطیقونہ کے معنی تکلیف ومشقت سے طاقت رکہنے کے کیونکر متعین ہوسکتے ہین۔

اور جو اہل نیچر نے اپنی تجویزی معنی کی تائید مین قرآت شاذہ یطوقونہ وغیرہ سے استشہاد کیا ہے وہ بہی انکی تائید سے قاصر ہے کیونکہ یطوقونہ وغیرہ شاذ قرائتین بہی بطیقونہ (قرات مشہورہ) کیطرح دو معنی کا احتمال رکہتی ہین ایک وہ معنی جو اہل نیچر نے (کتر بیونت کرکے) اختیار کئے ہین دوسرے یہ معنی کہ جو لوگ روزہ کا حکم دئے گئے ہین اور حکم روزہ بطور قلادہ اونکے گلے مین ڈالا گیا ہے۔ اس تقدیر پر لفظ یطوقونہ طوق بمعنی قلادہ سے مشتق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر† بیضاوی اور اوسکے حواشی مین بتفصیل بیان کیا ہے۔ پس جبتک یہہ لوگ قرات شاذہ کی معنی کا بہی فیصلہ نکرلین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ جو معنی ان قراتون کے انہون نے اختیار کئے ہین وہی معنی متعین ومراد ہین تب تک ان قرات سے اونکا استشہاد کب جائز ہے۔

حاصل وجہ آیہ متمسکہ اہل نیچر (مشہور قرات یطیقونہ لین خواہ شاذہ قرات یطوقونہ وغیرہ اختیار کرین) اپنے لفظی معنی کی رو سے دو احتمال کی محتمل ہے اسلئے بحکم اصل دوم اس سے انکار استدلال ناتمام

† وقولہ یطوقونہ ای یکلفونہ او یقلدونہ من الطوق بمعنی الطاقۃ او القلادۃ ۔ وعلی ہذہ القرات یحتمل معنی ثانیا وہو الرخصۃ لمن یتعبہ الصوم ویجہدہ وہما الشیوخ الفانی والعجائز فی الافطار والفدیۃ (بیضاوی) وفی حاشیۃ للعصام قولہ او یقلدونہ ای یجعل الصوم کالقلادۃ فی اعناقہم ویقال لہم صوموا فانہ لافادۃ الوجوب لازم لہم کالقلادۃ ۔

(۲) اگر ہم فرض کرلین اور یہہ مان لین کہ اس آیۃ مین ایک ہی معنی (تجویزی اہل نیچر تکلیف سے کام کرنیکے) مراد ہین تو پہر بہی یہ آیۃ مجمل اور کئی وجوہ کی محتمل ہے کیونکہ تکلیف جو اس آیۃ کی لفظ یطیقونہ کے معنی مین اخذ کی گئی ہے وہ محدود و متعین نہین کہ وہ کس درجہ تک مراد ہے آیا ایسی تکلیف جو شیخ فانے (نہایت بڈہے آدمی) یا نا امید مریض کو ہوا کرتی ہے کہ سخت ضعف وغشی ہوجاوے اور دم نکلنے لگے یا مرض بڑہجاوے یا ایسی تکلیف جو اکثر نوجوان نازپروردہ لوگون کو ہوتی ہے کہ کسیقدر خلاف عادت پیاس لگ جائے یا جبین نازنین پر پسینہ آئے عط یا یا ان دونو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی (جو بیشمار نکل سکتے ہین) تکلیف مراد ہے لہذا احتمال ہے کہ اس آیۃ مین درجہ اول کی تکلیف مراد ہو چنانچہ حضرت ابن عباسؓ وحضرت انسؓ و سعید بن جبیر وغیرہ اکابر نے کہا ہے وبناء علیہ آیہ کو محکم غیر منسوخ بتایا ہے چنانچہ تفسیر معالم وکبیر وفتح البیان وغیرہ مین موجود ہے اور اصل عبارات معالم وفتح البیان حاشیہ مین نقل کردی گئی ہین اور احتمال عط ہے کہ درجہ اخیر کی تکلیف مراد ہو چنانچہ اہل نیچر کا عمل واعتقاد اوسپر گواہی دیتا ہے اور یہ بہی احتمال عط ہے کہ ان دو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی تکلیف مراد ہو۔ پس جبتک اس تکلیف کی کوئی حد مقرر نکیجاوے اور اہل نیچر اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ مین کسی دوسری دلیل سے تصفیہ وفیصلہ نہولے کہ اس سے مراد اس درجہ کی تکلیف ہے جو اہل نیچر سمجہتے ہین نہ اوس درجہ کی تکلیف جو حضرت ابن عباسؓ وغیرہ محدود مقرر کرگئے ہین

+ وقرء ابن عباس وعلی الذین یطوقونہ بضم الیاء وفتح الطاء وتخفیفہا وفتح الواو وتشدیدہا ای یکلفون الصوم تاویلہ علی الشیخ الکبیر والمراۃ الکبیرۃ لا یستطیعان الصوم والمریض الذی لا یرجی زوال مرضہ فہم یکلفون ولا یطیقونہ فلہم ان یفطروا ویطعموا مکان کل یوم مسکینا وہو قول سعید بن جبیر وجعل الآیۃ محکمۃ وروی عن بعض اہل العلم انہا لم تنسخ وانہا رخصۃ للشیوخ والعجائز — (معالم ص۷۰)

وروی ان انس بن مالک ضعف عن الصوم عاما قبل موتہ فصنع جفنۃ من ثرید ودعا ستین مسکینا فاطعمہم — وعن ابن عباس رض بسند صحیح انہ قال لام ولد لہ حامل او مرضعۃ انت بمنزلۃ الذین یطیقون الصوم علیک الطعام لا قضاء علیک — وعن ابن عمر رض ان احدی بناتہ ارسلت تسالہ عن صوم رمضان وہی حامل قال تفطر وتطعم کل یوم مسکینا وقد روی ہذا عن جماعۃ من التابعین (فتح البیان ص۲۱ ج۱)

تب تک اہل نیچر کا استدلال اس آیہ مجمل و محتمل سے جائز نہین ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مقرری حد پر تو تعامل و توارث امت دلیل ہو سکتا ہے جس سے اس آیہ کا اجمال و تعدد احتمال رفع ہو سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس تکلیف سے وہی تکلیف مراد ہے جو امثال شیخ فانی و مریض نا امید کو ہوا کرتی ہے کیونکہ اگر اس درجہ سے اتر کر کسی اوسط درجہ کی تکلیف یا اخیر درجہ کی تکلیف جو اکثر نوجوان نازپروردہ لوگون کو ہوا کرتی ہے مراد ہوتی تو زمانہ رسالت سے لیکر اس آخری زمانہ (تیرھوین صدی) تک کسیکے خیال مین آتی اور اوسکے موافق امت محمدیہ مین تعمیل جاری رہتی۔ زمانہ رحلت حضرت رسالت سے آجتک کسی فرقہ اسلامی کے کسی نوجوان تندرست کے لئے ادنی تکلف کے سبب سے روزہ کی معافی ہو جاتی۔

اور اہل نیچر کی خیالی حد نا محدود پر اسوقت تک کوئی دلیل قائم نہین ہوئی جب یہ کوئی ایسی دلیل جو قوت و دلالت مین بالمثل تحدید حضرت ابن عباسؓ سے برگشتہ ہو اپنی خیالی تحدید پر قائم کرینگے اسوقت اس آیہ سے استدلال کرنیکے مستحق و مجاز ہونگے بالفعل تو اس آیہ سے انکا استدلال محض خیال و سودائے محال ہے۔

(۳) ہمنے یہ بھی مانا اور فرض کیا کہ تکلیف کی وہی حد نا محدود ہے جو اہل نیچر نے سمجھی ہے اور معنی و حقیقت لفظ یطیقونہ مین اجمال و تعدد و احتمال نہین ہے مگر پھر بھی اس آیہ سے اجمال و تعدد احتمال رفع نہین ہو سکتا یہ اجمال و تعدد احتمال لفظ و معنی یطیقون مین نہین اسکی مفعول ضمیر منصوب مین موجود و قائم ہے جسکے سبب یہ آیہ باوجود تسلیم تعیین معنی یطیقون تجویز

اختلف السلف فی ان تعالی وعلی الذین یطیقونه علی ایهما
احدها انه کان رخص فی اول الاسلام لمن شاء منهم
ومن شاء افطر وتصدق ثم نسخ وثانیها ان المعنی وعلی الذین
لا یطیقونه او علی الذین یطیقونه فی حال قوتهم ثم عجزوا

اسمین ایک احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر مفعول غذیہ کی طرف پھرتی ہو اور آیہ کے معنی یہ ہون کہ جسکو فدیہ دینی کی طاقت ہو اسپر عید کے دن صدقہ

فی الصوم والمراد هو الشیخ الفانی وعندی وجه ثالث
هو ان المعنی یجب طعام مسکین علی الذین یطیقونه
یوم الفطر او اضمر قبل الذکر لانه مقدم رتبة کما فی
دداه نیه ضرب غلامه عمرو وذکر الضمیر میلا
الی المعنی لان الفدیة انما هی الطعام کما
قال الله تعالی وان لکم فی الانعام لعبرة
نسقیکم مما فی بطونه مصنف

وجوب الفطرة ذهب جمیع اهل العلم
واستنبطت من کلام القاسم و
سعید بن جبیر علی ما سیاتی وجها
رابعا وهو ان المعنی وعلی الذین
یطیقون القضاء فی ایام اخر ولا یقضونه
فدیة طعام مسکین والایام الاخر
المراد بها ما بعد رمضان الغایت
الی رمضان اخر لانه ان اردید بها
عدم القضاء مطلقا لم یثبت ذلک
الا بعد موته وبعد الموت لا یکون

† هو مما روی مالک (فی باب اذا لم یقدر حتی دخل رمضان اطعم وقضی من موطا) عن عبد الله بن
القاسم عن ابیه انه کان یقول من کان علیه قضاء رمضان فلم یقضه وهو قوی علی صیامه
حتی جاء رمضان فانه یطعم کل یوم مسکینا مدا من حنطة وعلیه مع ذالک القضاء قال الله تعالی
فعدة من ایام اخر (منه عفی عنه)

‡ واما ذکر الضمیر ووحدته فهو ما رای فی الفعل اللفظا وانث فی سورتین للتعبیر فان الانعام جمع وذالک

عله سیبویه فی المفردات المبنیة علی فعل (بیضاوی ص۳۳۳ جلد ۱)

دینا واجب ہے۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ فدیہ مونث ہے اور یہ ضمیر مذکر ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ فدیہ حقیقت اور اصل میں طعام ہے اور وہ مذکر ہے نہ مونث پس یہ تذکیر ضمیر بلحاظ معنی ہے نہ بلحاظ لفظ جیسے آیہ وان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونه۔ مصنف

میں ضمیر بطونہ کو جو سورہ نحل میں تذکیر وارد ہے سورہ مومنین میں بلحاظ معنی مونث کر دیا ہے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس ضمیر سے پہلے یہاں فدیہ کا ذکر نہیں ہے اور قبل ذکر مرجع ضمیر کا لانا منع ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گو فدیہ لفظاً ضمیر سے پہلے مقدم و مذکور نہیں ہے مگر رتبةً مقدم و مذکور ہے جیسے ضرب غلامه عمرا میں عمرو رتبةً مقدم و مذکور ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر قضا کی طرف

محلا لوجوب شئ فلا یکون للآیۃ معنی واستنبطت من حدیث من مات وعلیہ صیام فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکینا وجہا خامسا وھو ان المعنی وعلی الذین یطیقون القضاء ولا یقضون حتی یموتوا طعام مسکین بکل صوم مد ومعنی علی الذین انہ یجب علی الولی ان یخرج من ترکۃ المیت بسبب شغل ذمۃ المیت بالصوم وھذہ وجوہ صحیحۃ۔

وقد ذھب الی مدلول کل واحد منھا السلف۔ والظاھر انھم اخذوا من محتملات الآیۃ (مسوے)

راجع ہے جسکا آیہ فعدۃ من ایام اخر مین حکم ہے اور اس آیہ کے معنی یہ ہین کہ جو لوگ دوسرے دنونمین مرض وسفر کے روزے قضا کر سکتے ہین پہر وہ رمضان آیندہ تک قضا نکرین تو اونپر قضا کے ساتہہ فدیہ بہی واجب ہے تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر اسی قضا کیطرف راجع ہو اور معنی آیہ کے یہہ ہون کہ جو لوگ قضا روزہ سفر ومرض کی طاقت رکہتے ہون پہر وہ قضا نکرین اور فوت ہوجاوین تو اُنکے مال سے ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کا کہانا نکالنا واجب ہے۔ یہہ احتمالات ثلثہ احتمال مفید مطلب اہل نیچر (صوم کیطرف ضمیر راجع ہونے) کے مقابلہ مین قائم ہین اور یہہ آیہ ان سارے احتمالات کی محتمل ہے اور ہر ایک احتمال کا کوئی نہ کوئی سلف کے قایل ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے احتمالات ثلثہ کو مع دو احتمال اول معنے یطیقون کے شروح موطا مسوی ومصفی مین بتفصیل بیان کیا ہے پس جبتک اہل نیچر ان احتمالات ثلثہ کو نہ اوٹہالین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ اس ضمیر مفعول کا صوم کیطرف راجع ہونا متعین ومتحتم ہے تب تک اونکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال سے کب جائز ہے۔

خلاصہ جواب دلیل نقلی اہل نیچر کا یہہ ہے کہ اس آیہ مین معنی تجویزی اہل نیچر کے

مخالف پانچ احتمال ہین دو احتمال معنی وحقیقت لفظ یطیقون مین اور تین احتمال اسکے مفعول ضمیر منصوب مین۔ پس جبتک اہل نیچران پانچون احتمالات کو نہ اوٹہالین اور اپنے خیالی معنی کا متعین و مراد ہونا اس آیہ کے سوا اور دلائل سے ثابت نکردین انکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال و پر از ابہام و اجمال سے بحکم اصل دوم جائز نہین ہے۔

اور اونکی دلیل عقلی سراسر مغالطہ و دہوکہ پر مبنی ہے۔ خدا تعالے نے جو مختلف دیار و امصار و مواسم کے تندرست و مقیم لوگون کو علی الاطلاق روزہ رکہنے کا قرآن مین حکم دیا ہے اور اوسکے برخلاف روزہ نرکہنے اور فدیہ دیدینے کا صریح و صاف طور پر اختیار نہین دیا اسمین نیچر انسانی کا کچہہ خلاف نہین کیا اور نہ لحاظ ایام و مواسم کو فروگزاشت کیا ہے بلکہ اس حکم مین مختلف طبایع مکلفین مختلف ازمنہ و انکہہ کا لحاظ کرلیا ہے جسکا اظہار و بیان ان دو آیتون مین کردیا ہے ایک یہہ آیہ جسمین عموماً اعمال مکلفین کا استطاعت پر موقوف ہونا بتایا اور صاف فرمایا ہے کہ خدا تعالے کسی فرد بشر کو بڈہا ہو خواہ جوان عرب کے ریگستان کا ہو خواہ شملہ و کابل یا کسی اور کوہستان کا عرض ستین مین خواہ بغرض محال عرض تسعین مین کسی عمل و حکم کے بجالانیکے تکلیف نہین دیتا

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا سورۃ بقر رکوع ۴۰

مگر اسقدر کہ وہ طاقت رکہے جسمین عام طور پر فرمادیا ہے کہ اگر کسی جوان ناتوان کو کسی خاص زمان و مکان مین روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو اسپر اسی زمان و مکان مین روزہ رکہنا واجب نہین۔ پر اسمین یہہ بیان نہ تہا کہ طاقت نہونیکی کیا حد ہے اور روزہ نہ رکہنے کے بدلے کیا کرے ان باتون کو دوسری آیتین کہولکر بتادیا اور یہہ فرمادیا کہ طاقت نہونیکی حد یہہ ہے کہ مریض ہوجاوے اور روزہ کے بدلہ مین صحت و اعتدال کی زمان و مکان مین روزہ رکہہ لے۔ وہ دوسری آیہ یہہ ہے کہ جو تم مین سے مریض یا مسافر ہو تو وہ فوت شدہ روزونکے بدلے دوسرے دنون مین روزے رکہہ لے۔ خدا تعالے تمہارے حق مین آسانی چاہتا ہے تنگی نہین

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یرید اللہ بکم الیسر

26

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا یرید بکم العسر - بقرع ۲۳ -

چاہتا جسمین خاص طور پر روزہ کا حکم فرمایا ہے
کہ جو شخص جوان ہو یا بڈہا گرم ملک مین ہو یا سرد مین عرض ستین مین ہو خواہ بفرض محال عرض
تسعین مین روزہ رکہنے مین کسی مرض مین مبتلا نہو وہ اس حکم معافی روزہ مین مشمول
نہین ہو سکتا اور جو روزہ رکہنے سے مریض ہو جاوے وہ روزہ رکہنے سے معافی سمجہے
پہر اوسکے بدلے دوسرے وقت و مکان مین جب روزہ کی طاقت پاوے روزہ رکہہ لے -
اور جو کوئی وقت و مکان صحت و توانائی کا نپاوے ہمیشہ عرض تسعین یا آتشین پہاڑون مین اسپر
رمضان آوے وہ بحکم آیہ اولی اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے حکم صیام سے مرفوع القلم سمجہے -
اب اہل نیچر غور کرین اور انصاف سے کہین کہ اس تشریح کے ہوتے روزہ کو علی الاطلاق
واجب کرنے اور اچہے بہلے مقیم نوجوان و توانا آدمی کو روزہ نرکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے
کا اختیار نہ دینے مین نیچر انسانی کا خلاف کہان لازم آتا ہے - جو لوگ آپ لوگون کی
زعم مین عرض تسعین مین رہتے ہین یا نہایت نازک مزاج ہو کر کلکتہ کی گرمی مین آباد ہین اگر
وہ روزہ رکہنے سے کسی مرض مین مبتلا نہین ہوتے تو اونکو روزہ رکہنے مین کیا عذر ہے
اور اگر وہ لوگ روزہ کی سختی سے کسی مرض مین مبتلا ہو جاتے یا ہو جانیکا اندیشہ رکہتے ہین
انپر خدا تعالے روزہ رکہنے کو کب واجب فرماتا ہے پس اس حکم صیام مین مخالف نیچر تجویز
کرنا و بناء علیہ اچہے بہلے جوانون کے لئے حکم فدیہ تراش دینا کب مناسب ہے -
یہ ہمنی ان لوگون کی کل تقریر مغالطہ آمیز کو تسلیم کر کے اسکا جواب دیا ہے - اور اگر ہم اس تقریر کے
بعض اجزا کو تسلیم نہ کرین تو بہی گنجائش ہے مثلا انکا عرض تسعین مین وجود مکلفین روزہ دارون کو
تجویز کرنا - یہ لایق تسلیم نہین عرض تسعین مین نہایت درجہ حر و قر کے سبب زیست انسان بلکہ
کسی حیوان کی عادۃً کب ممکن ہے - پہر وہان فرض مسئلہ روزہ کیا معنی رکہتا ہے -
اسمین کسیکو کچہہ عذر ہو تو بتاوے کہ عرض تسعین مین کونسی آبادی ہے اور کون سے جغرافیہ دان
اوسکے قائل ہین -

عرض تین شمالی میں بیشک آبادی ہے بلکہ عرض ست وستین میں عہد بطلیموسی آبادی چلی آتی ہے۔ ایسا ہی عرض ثمان وستین میں جہاں روس کا ایک قلعہ ہے جسکا قولہ نام ہے اور وہاں سال میں باسٹھ روز آفتاب کا غروب اور اُنتالیس روز طلوع نہیں ہوتا اور بعض اوقات عساکر اسلام کا بھی اسمیں گزر ہوا ہے کما ذکرہ الفاضل ھارون بی ناظور الحق فی فضیۃ العشاء واظلم لیل الشتق مگر ان لوگونکے حقمین روزہ کا حکم موافق طبیعت انسانیکے قرآن نے بیان کردیا جو اوپر مذکور ہوا

اہل نیچر نے ان لوگون کے حقمین روزہ کی دشواری دیکھکر سبھی لوگونکے لئے روزہ کے بدلے فدیہ تجویز کردیا مگر تعجب ہے کہ نماز کے لئے ابتک کوئی فدیہ یا کفارہ تجویز نہین کیا۔ روزہ تو سال مین ایک مہینہ ہوتا ہے نماز ہر روز پانچ دفعہ مناسب تھا کہ ساکنین عرض تین کے خیال سے حکم نماز مین بھی ترمیم کرتے اور اونکے طفیل سے کلکتہ وغیرہ گرم شہرونکے رہنیوالون کے لئے نمازون (خصوصاً نماز ظہر) کے بدلے کوئی آنہ پائی فدیہ کفارہ تجویز کردیتے تو انکو اتباع جو قدیمی عادت کے سبب ہنوز نماز کے پابند ہین اس مصیبت سے رہائی پاتے جسی مصیبت روزہ سے خلاصی پائے ہین اور شبا روز اس مسئلہ کے موجد کے لئے دعائین کرتے ہین شاید آیندہ اسی تجویز مین ہون اللھم احفظنا منہ۔

حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ کہ حکم فرضیت صیام علی الاطلاق دلائل (قطعیہ کتاب و سنت وتعامل امت) سے ثابت ہے اور جبکہ جملہ آدمی کے لئے روزہ ترک کنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت ایک آیہ مشتبہ ومجمل واحتمالات کثیرہ کی متحمل سے نکالی جاتی ہے اور اوسکی تائید مین اپنے وہمی خیالات کو پیش کیا جاتا ہے۔ مؤمن متبع شریعت کو چاہیے کہ قطعیات و ضروریات دین کو اشتباہی امور سے نہ چھوڑے اور اہل نیچر کے وہمی مغالطات سے نہ بچارے اور اپنے قدیمی متوارث اسلام وشعائر پر ثابت قدم رہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب العالمین

† علمای اسلام نے ان لوگونکے حقمین اور بھی بہتیرے تسہیل حکم نماز و روزہ کے نصوص سے مستنبط کی ہین جن کی تفصیل کتاب مفتدین مطبوعہ چشمہ رحمت بیہ رسالہ ان تفاصیل کے بیان کا متحمل نہین ہے۔ ۱۲

پنجاب یونی ورسٹی
اور اوسکی تعلیم و امتحانات کے دینی و دنیاوی فوائد
لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک و مذہب

{اس مضمون مین سوائے امور متعلقہ نقل کے کسی مضمون سابق کے (جو لوگون نے اسباب مین لکھے ہین) نقل و اعادہ نہین ہے اسلئے اسکا ملاحظہ ہر ایک کے لئے موجب حظ و فایدہ جدید ہوگا ضرور ملاحظہ ہو}

پنجاب یونی ورسٹی کی تعلیم و امتحان کے فوائد پر ایک مدت سے بذریعہ اخبارات و تحریرات و لکچرز و تقریرات بحث ہو رہی ہے۔ اسباب مین جو کچھ کسیکے فکر مین آتا ہے وہ بذریعہ تحریر و تقریر ظاہر کرتا ہے اور اس اظہار مین برطبق ع۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ اپنی ہمت و خبرت کی وقعت دکہاتا ہے۔

اسی سلسلہ و سیاق مین ہم بہی اپنے پلنگ فکر کو دوڑاتے ہین اور جو اس شکارگاہ آرائی سے اسکے شکار مین آوے ہدیہ ناظرین قدرشناس کرتے ہین۔

اسپر ہمکو دو امر باعث ہوئے ہین۔ ایک یہہ کہ سررشتہ پنجاب یونی ورسٹی کالج سے ہمارے نام بشمول عام اڈیٹران اخبارات رپورٹ سالانہ ۱۸۸۰ء پہنچی ہے جسپر ریویو لکہنا بحیثیت اڈیٹری ہمارا فرض ہے دوسرا یہہ کہ جلسہ تقسیم انعام منعقدہ ۲۶۔ اپریل ۱۸۸۱ء مین ہمکو شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور اس جلسہ عالیشان مین ہمنے اسلامی علوم عربیہ کا ایسا اعزاز و اکرام مشاہدہ کیا جسکی نظر سے وہ دربار لفٹیننٹ گورنری گویا ایک خلیفہ عباسی کا دربار دکہائی دیتا تہا اسلئے ہمارے دل نے بے اختیار ہوکر اس ذکر خیر سے اظہار حق دہانیان و حامیان اس بیت العلوم کا شکر نعمت ادا کرنا چاہا اور اپنے ہادی اور رہبر پیغمبر اسلام (علیہ الوف التحیات والسلام) کے ارشاد واجب الانقیاد من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنے جو محسن لوگون کا شکر گذار نہوگا وہ خدای تعالے کا بہی شکر نکریگا) کے امتثال کا ارادہ کیا۔

اس بیت العلوم کی کارروائی (تعلیمات و امتحانات) جو آجکل ہو رہی ہے اور جو آئندہ کو

تجویز ہوئی ہے اس ملک ہند کے ساکنان ہنود و مسلمانان کے دین و دنیاوی سود بہبود پر مشتمل ہے
چونکہ ہمارے رسالہ کا اصل اصول دینی امور سے بحث ہے اسلئے ہم اسکے دینی فائدہ
کے بیان کو مقدم کرتے ہین۔

دینی فائدہ اس بیت العلوم سے یہہ ہے کہ اسمین اولاً علوم عربیہ ادبیہ کی تعلیم ہو رہی ہے
جو اہل اسلام کے دینی علوم (خصوصاً قرآن و حدیث) کے لئے عمدہ وسیلہ اور موقوف علیہ
ہے۔ دینی علوم (قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ) کوئی شخص اصل کی زبان مین حاصل نہین کر سکتا
جب تک کہ اسکے وسائل و مبادی علم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب وغیرہ کو (جو اس بیت العلوم
مین پڑہائے جاتے ہین) حاصل نہین کر لیتا۔

اور ثانیاً اسمین بعضے ایسے علوم (فقہ و فرائض) کی تعلیم ہوتی ہے جو علوم مقاصد دینی سے
ہین۔ علی الخصوص ان کتب فقہ کی تعلیم جنکے پڑہنے سے عہدہ قضاء (جو دینی مناصب سے
ایک عالی منصب ہے) ملنا متوقع ہے پس اس بیت العلوم کو بنظر تعلیم اون علوم مبادی و
مقاصد دین کے عموماً مدارس اسلامیہ زمانہ سابق و حال کے نظیر کہا جا سکتا ہے۔ اور بنظر
اعزاز علم و اکرام و انعام طلباء کے اُن مدارس خلفاء عباسیہ وغیرہ کے (جو مصر و بغداد و دمشق
و اسپین مین ہو گذرے ہین) نظیر کہنا بے جا نہین ہے۔ جسوقت دربار تقسیم انعام مین
نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو اپنے ہاتہہ سے علماء و فضلاء اسلام کو تمغے اور سندین اور انعام دیتے
ہوئے ہم دیکہتے۔ اسوقت ہمکو خلیفہ مامون وغیرہ کا زمانہ اعزاز علم و علماء یاد آتا اور اسلام
کا وہ کرّ و فرّ ہمارے دلمین جوش مارتا۔

ایسا ہی فائدہ تعلیم مذہبی اس بیت العلوم سے ہنود کے لئے حاصل ہے جسکی تفصیل اس
رسالہ کفیل امور مذہب اسلام مین اجنبی ہے۔

دنیوی فائدہ اس بیت العلوم سے مختلف اقوام و اشخاص دیار ہند کو یہہ ہے کہ اوسنے
مختلف اقسام علوم معاش مختلف زبانونمین مختلف طبایع و خیالات و لیاقت کے لوگون کے

مناسب حال کی تعلیم واشاعت کی بنا قایم کردی ہے۔

مشرقی زبانون (عربی فارسی اردو پنجابی سنسکرت وغیرہ) مین علوم وفنون کی تو تعلیم ہی کا بوجہ اپنے ذمہ لیا ہے اور اپنے ماتحت اورینٹل کالج مقرر کیا ہے جسمین علوم دینا وی کارآمدنی معاش بہ تفصیل ذیل پڑھائے جاتے ہین۔

(۱) علوم ریاضی طبعی۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ وغیرہ جو اسوقت دنیاوی کمال کے اصل اصول سمجھے جاتے ہین اور سرکاری مدارس ان ہی علوم کی اشاعت کے لئے مقرر ہین۔

(۲) علم زباندانی وانشاپردازی عربی وفارسی واردو وسنسکرت وغیرہ جس سے سرکاری اور دیسی ملازمت مدرسی وغیرہ تعلقات معیشت حاصل ہو سکتے ہین۔

(۳) علم کارگذاری سرکاری متعلق صیغہائی مال ودیوانی وفوجداری۔ جس سے فارسی دفتر مین سرکاری نوکری کے لئے لیاقت وسند حاصل ہوتی ہے۔

(۴) علم حساب مڈل کورس۔ جس سے مولوی ومنشی کا امتحان دیکر مڈل کے امتحان سے برأت حاصل ہوسکتی ہے جو کئی مقرر عہدونکے حصول کے لئے شرط وسند سکندری ہے۔

(۵) علم طب یونانی وڈاکٹری اور ویدک جنسے حسب دلخواہ معاش کا پیدا ہونا ممکن ہے خواہ کوئی سرکاری ملازمت کرے خواہ اپنے مکان مین مطب یا ہاسپٹل یا ڈسپنسری کھول بیٹھے۔

(۶) علم انجنیری متعلق عمارات نقشہ نویسی پیمایش وغیرہ جس سے عام طور پر تو ہر جگہ نوکری مل سکتی ہے اور خاص طور پر روڑکی کالج کی مانند استحقاقاً حصول ملازمت سرکاری عنقریب متوقع ہے۔

(۷) علم قضا و پراودی† داک جنسے معاد دینی سے علاوہ فائدہ معیشت حصول ملازمت ہی متوقع ہے۔

(۸) علم قانون عدالت جس سے مختار کاری وو کالت وپلیڈری مل رہی ہے۔ اور اس ہم کی تعلیم مین مشرقی زبانون کے ساتھہ انگریزی زبان مین شامل ہے۔

اور مغربی زبان (انگریزی) مین **آرٹس** یعنے علوم وفنون مین امتحان لینے کا ذمہ

† پراودے واک ہنود کے لئے ایک درجہ امتحان کا نام ہے جیسے مسلمانون کے لئے قضا ر ہے۔

لیا ہے چنانچہ ہر ایک یونیورسٹی کا یہی منصب و فرض ہے اور اس سے زیادہ کسی یونیورسٹی سے ان علوم کو مدد نہین پہونچتی۔

درجات و مراتب آرٹس جسمین یہہ یونیورسٹی امتحان لیتی ہے

(۱) آنرز ان آرٹس۔ یعنے اعلی درجہ علوم و فنون کا جسکو اور یونیورسٹیون مین ایم اے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) ہائی پرفیشنسی ان آرٹس۔ یعنے درجہ اوسط علوم و فنون جسکو بی اے کہا جاتا ہے۔

(۳) پروفیشنسی ان آرٹس۔ یعنے درجہ ابتدائی علوم و فنون جسکو فرسٹ آرٹس کہا جاتا ہے

(۴) انٹرنس یعنے امتحان داخلہ جو اور یونیورسٹیو مین بہی اسی نام سے مشہور ہے۔

یہہ وہ مراتب امتحان معمولہ پنجاب یونیورسٹی ہین کہ کلکتہ یونی ورسٹی (جو اسوقت مشارالیہ اور مستند اور ترقی خواہ ملک سمجہے جاتی ہے) مین بہی اس سے زیادہ مراتب امتحان عام مقرر نہین ہین۔ ان ہی مراتب چہارگانہ مین اوسکی عام کارروائی اشاعت و معاونت علوم و فنون محصور و محدود ہے+۔ مگر ان دو فرقون کے ساتہہ جنمین پنجاب یونیورسٹی کی ہی ترجیح ثابت ہوتی ہے ایک یہہ فرق ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی مین انگریزی زبان مین امتحان دینا شرط کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسا شخص (جو اضطراری و ناچاری اسباب سے انگریزی نہین پڑہ سکا اور ان علوم و فنون کو مشرقی زبانون مین ایک حصہ عمر کا خرچ کرکے کامل طور پر حاصل کر چکا ہو اور اس تحصیل و تکمیل سے اپنے ملک مین ان علوم و فنون کو رواج دینا اسکو مدنظر ہو) کلکتہ یونیورسٹی مین امتحان دینا چاہے تو اوسکو رد کیا جاتا ہے اور اوسکے حق محنت و مشقت و قصد اشاعت عام کو خیال نہین کیا جاتا اور پنجاب یونیورسٹی مین جو کوئی آوے اور جس زبان مین (انگریزی ہو خواہ فارسی ہو خواہ ہندی) امتحان دینا چاہے اوسکو قبول کر لیا جاتا ہے۔ اور ان علوم و فنون کو ہر زبان اور ہر ایک ملک مین عشرہ عام کرنا پسند کیا گیا ہے۔

+ اور جو امتحان آنرز سے اوپر وہان پریم چند رائے چند کے نام سے ہوتا ہے وہ عام لوگون کے لئے نہین و مع ذالک اسکے مقابلہ مین ایک امتحان آنرز کے اوپر اس یونیورسٹی مین بہی تجویز ہونیوالا ہے

اور اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے کہ اس امر فارق مین پنجاب یونیورسٹی کو ہی ترجیح ہے۔ اسکی تائید شہادت مین بعض فقرات پیچ نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب جو دربار تقسیم انعام مین انہون نے وہی تہی نقل کرنا کافی سمجھتا ہون آپ فرماتے ہین مین یہ خیال کرتا ہون کہ اسمین شک نہین ہو سکتا کہ جس آدمی نے دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے وہ زیادہ لایق ہے کہ اپنے ہم جنسون کو تعلیم دے سکے بہ نسبت اوس آدمی کے جسنے انگریزی کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے۔ باوجود اس بات کے کہ وہ اردو دان اتنا لایق و فایق نہین جتنا کہ انگریزی خوان فی نفسہا انگریزی دانی مین زیادہ علم رکھتا ہے مگر اسکا علم اسکے اپنے ہی دلین محدود ہے یا اگر دوسرونکو کچھ فائدہ پہونچا سکتا ہے تو صرف اونکو جو اسکی طرح انگریزی سمجھ سکتے ہین۔ برعکس اسکے اردو دان اپنے ہم جنسون کو بخوبی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور غالبًا اس کے خیالات زیادہ صاف اور زیادہ نفیس ہوتے ہین بہ نسبت اُس شخص کے جسنے اجنبی زبان کے ذریعہ سے سیکھا ہو اس امر کا ثبوت تاریخ انشاپردازی اور خیالات مروجہ یورپ سے ہو سکتا ہے" ان فقرات کی ثنابت مین بغرض تشریح و توضیح آنریبل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی کا سابق قول جو انہون نے عرضی انڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی و شمالی مین کہا ہے پیش کرنا ہی نامناسب و خالی از فائدہ نہین ہے۔ آپ فرماتے ہین۔ فرض کرو کہ کلکتہ یا کسی دیگر انگریزی یونیورسٹی سے کوئی صاحب ایم اے یا ایل ایل ڈی کے خطاب کی کلاہ رکھکر اپنے گھر واپس آئے۔ جب یہ احباب اور ارباب سے گفتگو کرینگے تو ممکن نہین کہ ان لوگون کو اپنی تحصیل کی بابت کچھ خیال دلا سکین صرف انگریزی اصطلاحی افعار اور جملو اونکے دل ہی مین رہینگے۔ اور شق و ربط نہونیکے باعث صاحب موصوف دیسی زبان سے اسکا مطلب نہ بیان کر سکینگے انکے علم سے احباب اور آشنا ؤنکو کچھ فائدہ نہین کیونکہ یہہ تو انکی لیاقت کو بالکل سمجھ ہی نہین سکتے۔ اگر انکو دیسی زبان کے ذریعہ سو حاصل ہوا ہوتا اور وہ خود اپنے تحصیل کردہ علم اور تجربہ کو سمجھا سکتے تو اونکی تعلیم کا دوسرون پر

کسقدر زیادہ اثر ہوتا۔ جاہلانہ تنفر کی عوض خیالات ہمسری پیدا ہوتے۔ اعلی درجہ کی تعلیم کی دو بدو شہادت لوگون کے دل کو اونکی تقلید کرنیکے لئے متحرک کرتے۔ اور زمانہ حال کے علوم وفنون کا اشتیاق عام لوگون کے دلمین پیدا ہوتا۔ دلائل مسبوق الذکر کو پیش کرکے گورنمنٹ ہند سے ہماری دلی وعاجزانہ یہ التجا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ کی پبلک تعلیم کو اسطور قرار دی کہ جسمین فنون وعلوم طبیعی اور زبان دانی کی اور شاخین دیسی زبان کی وساطت سے سکھائی جاوین۔ اور دیسی زبان مین سالانہ امتحان ان ہی مضامین کا منعقد ہوا کرے کہ جنمین طلبا فی الحال انگریزی زبان کے ذریعہ سے کلکتہ مین امتحان دیتے ہین اور جس طور سے اب انگریزی طلبا کو علم کی مختلف مضامین مین لیاقت پیدا کرنے سے سوا جو عطا کئے جاتے ہین۔ اسی طور سے جو طلبا، ان ہی مضامین کو دیسی زبان مین سیکھکر امتحان مین کامیاب ہون انہین بھی درجے عطا کئے جاوین۔ آخری التجا یہ ہے کہ یا تو کلکتہ یونیورسٹی کے ساتھہ ایک ورنیکولر ڈیپارٹمنٹ لگائی جاوے یا ممالک مغربی وشمالی کے لئے ایک علیحدہ ورنیکولر بیت العلوم بنایا جاوے۔

اس قول کو مقلدین سید احمد خانصاحب جو کلکتہ یونیورسٹی کو پنجاب یونیورسٹی پر ترجیح دیتے ہین انصاف سے پرے ہین اور اس خیال بیجا اور حیثیت ناروا سے باز آئین۔ جو کچھ خانصاحب نے اوس عرضی مین عاجزانہ التجا سے چاہا تھا وہ اس یونیورسٹی مین موجود ہے اور کلکتہ یونیورسٹی مین مفقود۔ پھر پنجاب یونیورسٹی کو کلکتہ یونیورسٹی پر مشرقی زبانونین ترویج علوم وفنون کی نظر سے ترجیح کیون تسلیم نہین کیجاتی۔

اور جو اس وجہ ترجیح پنجاب یونیورسٹی کے مقابلہ مین اوسکی وجہ مضرت بیان کیجاتی ہے اسمین پہلے کر بحث ونظر کیجاویگی وہ وجہ مضرت لائق تسلیم ہوئی تو تسلیم ہوگی ورنہ رد کیجاوے گی۔ بالفعل اسوجہ ترجیح کو تو مان لین اور انصاف سے درگذر نکرین۔ دوسرا فرق یہہ ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان آرٹس آسان وسہل ہے اور پنجاب یونیورسٹی کا امتحان سخت ومشکل

چنانچہ رپورٹ سلیکٹ بک کمیٹی جو اسی امر کی تحقیق کے لئے گورنمنٹ کے حکم سے منعقد ہوئی تھی اسپر گواہ ہے۔ اسمین بھی پنجاب یونیورسٹی ہی کی ترجیح پائی جاتی ہے۔ جسقدر سوالات امتحان مین تشدد و سختی ہوگی اوسیقدر اون سوالات کے حل کرنیوالے طلبار کو زیادہ علمیت حاصل کرنی پڑیگی۔ یہہ **فوائد دینی و دنیوی** اس بیت العلوم کے ایسے ہین جنہین کسی اہل عقل وانصاف کو بحث وانکار کی گنجائش نہین ہے۔ **ان فوائد کے مقابلہ** مین بعض لوگ جو اس بیت العلوم کے اسوقت مخالف ہو رہے ہین اس بیت العلوم مین ایک یہہ ضرر بتاتے ہین کہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین انگریزی زبان کا جاننا اور اس زبان مین آنرس کا امتحان دینا شروط ولازمی نہین ٹہرایا گیا اور اسمین انگریزی زبان اور اُن علوم کا جو بزبان انگریزی کے اور زبانون مین ابتک پائی نہین گئی اس ملک ہی اوٹہہ جانے اور اس ملک کے باشندون کا ان عہدون اور عالی منصبون سے جو انگریزی علوم کے جاننے پر موقوف ہے محروم رہنے کا اندیشہ ہے جب طلبار بدون تعلیم اون علوم انگریزی کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین کامیاب ہوکر آسانید اور تمغے پانے لگینگے تو وہ انگریزی زبان کیون سیکھینگے اور انگریزی زبان مین علوم وفنون کے امتحان کا کس لئے قصد کرینگے پھر وہ ان عہدون اور عالی منصبون کو کس طرح پاوینگے۔ اس نظر سے یہہ یونیورسٹی اس ملک کی ترقی وکمال دنیاوی کی ضرر رسان وحارج ہے نہ سراسر مفید۔

اسکے جواب مین جو کچھہ حامیان یونیورسٹی پنجاب ابتک کہہ چکے ہین اور جو اسمین اونکے مخالفین چون وچرا کر رہے ہین ناظرین اخبارات کو معلوم ہے ہم اوسکا اعادہ نہین کرتے بلکہ جو **قول فیصل** اسبات مین ہمارے خیال مین آیا ہے اُسیکو بیان کرتے ہین ناظرین توجہ سے سنین اور اوسپر انصاف سے داد دین۔

مگر وہ ایک تمہید پر موقوف ہے جو قبل تقریر اس قول فیصل کے واجب العرض ہے وہ تمہید یہہ ہے کہ جو ترقی ولیاقت واستحقاق ملازمت کلکتہ یونیورسٹی یا کیمبرج یونیورسٹی وغیرہ سے

ملک کو حاصل ہے اسمین یہہ غور و تعمق بکار ہے کہ آیا وہ ترقی و لیاقت اون یونیورسٹیون کی جبر و اکراہ سے ہے یا لوگون کے فعل و اختیار سے اور سکے جواب مین ہر ایک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ کہنے کی امید ہے کہ یہہ اون یونیورسٹیون کے جبر و اکراہ سے نہین ہے بلکہ وہ لوگونکی عقل تمیز و قدرشناسی و استطاعت کا نتیجہ ہے۔

جبر و اکراہ کی یہہ صورت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسا قانون مجبر نافذ و معمول بہ ہوتا جسکی رو سے ملک کے ہونہار لوگون کو پکڑ کر یونیورسیونین اونکا امتحان لیا جاتا اور اونکو باندھ باندھکر ان عالی منصبونپر مامور کیا جاتا۔ جیسا کہ بعض اولڈ فیشن ریاستون مین قانون نافذ و معمول ہے۔ کہ جس گھر مین دس آدمی موجود ہون اوس گھر سے جبراً ایک آدمی فوج مین بھرتی کر نیکے لئے پکڑ لیا جاتا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ کسی یونیورسٹی کے امتحانون مین یہہ صورت جبر و اکراہ متحقق نہین ہر ایک یونیورسٹی طالب ترقی و کمال کو فعل مختاری و اختیاری طور پر امتحان دینے کی رغبت اور اوسپر عالی منصب ملنے کی امید دلاتی ہے۔ پس جس شخص کو عقل و تمیز اور اون علوم و مناصب کی قدر و طلب ہوتی ہے ومع ذلک اونکے حاصل کرنیکی جانی و مالی و خیالی طاقت ہوتی ہے وہ ان علوم کو حاصل کر کے اون یونیورسٹیونکے فیض سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اسمین جبر و اکراہ کا دخل نہین ہے

جب یہہ تمہید ہو چکی تو اب اس قول فیصل کی تقریر کیجاتی ہے وہ یہہ ہے کہ مشرقی زبانون (اُردو و فارسی وغیرہ) مین امتحانات آرٹس یونیورسٹی بصیر عقلی و وثوق و حال سے خالی نہین۔ کیا تو وہ امتحان حصول اس لیاقت و استحقاق مدارج کے لئے (جو انگریزی مین امتحان دینے سے متوقع ہین) کافی ہین یا آیندہ کبھی ہونگے اور کیا وہ کافی نہین ہین اور نہ آیندہ ہونگی۔ پس اگر شق اول صحیح ہے (جیسا کہ حامیان یونیورسٹی کا خیال ہے) تو جھگڑا ہی طے ہے۔ جب مشرقی زبانون نے انگریزی کا کام دیدیا تو انگریزی کا لازمی نہ ہونا کس امر کا حاج ہوا؟ اور اگر شق ثانی صحیح ہے (جیسا کہ مخالفین پنجاب یونیورسٹی کا ادعا رہے) اور مشرقی زبانون مین امتحان

دیکر آنریزان آرئس اور ہائی پروفیشنسی وغیرہ خطاب حاصل کرنا کوتاہ خوار تلاش کا گشائین نہیں جانے سے زیادہ اثر و نتیجہ نہیں دیتا تو جن لوگون کو عقل و تمیز و قدر شناسی و استطاعت حاصل ہے جو ہمیشہ سے اس لیاقت و ترقی کا لوگون کے لئے باعث ہے اونکو وہ عقل و تمیز خود بخود انگریزی مین آرئس کے حاصل کرنے اور اسی پنجاب یونیورسٹی مین انگریزی مین امتحان دینے پر باعث ہو گی۔

پنجاب یونیورسٹی نہ انگریزی کو مسدود و موقوف کرنا چاہتی ہے نہ لوگون کی اس عقل و تمیز و قدر شناسی و استطاعت کو جتنے لگی ہے۔ بلکہ انگریزی کی پڑہائی کو وہ پہلے سے زیادہ رونق بخش رہی ہے چنانچہ اسکی کارگذاری موجودہ (جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اسپر گواہ ہے اور تمیز و قدر شناسی لوگونکی انگریزی کی نسبت خود بیگانہ تر ترقی پر ہے۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ لوگ سرکاری مدارس مین (جنمین کسی مذہب کے برخلاف تعلیم نہین) وظیفہ اور کسی وجہ سے مدد لیکر بہی داخل ہوتے تھے اب وہ زمانہ ہے کہ ہندو مسلمان مشن سکولون مین (جہان ہندو مسلمانون

† نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے اسی ہفتہ وار بیانیہ تقسیم انعام مین کہا تہا کہ اجتماع کثیر امیدواران جو زبان انگریزی مین امتحان دیتے ہین اور درجہ امتحان کے سخت ہو جاتے ہین اور یہ واضح ہوتا ہے کہ بیجا توجہ منتزل کرنے زبان انگریزی کے ہمارا طریق ارتقی زبان کی پڑہائی کو زیادہ ترقی بخشتا ہے مگر پہلو بہ پہلو زبان انگریزی کے ہم نے یہ شروع کی زبانون کی پڑہائی کو بڑہانے ہین اور حتی الوسع دیسی انشاپردازی کو رونق بخشتے ہین اور ان طالب علمون کیواسطے جو باعث نہ جاننے انگریزی کے اپنی اعلیٰ درجہ کی پڑہائی اس زبان مین نہین کر سکتے دیسی زبان مین کتب تیار کرتے ہین۔" (اڈیٹر کہتا ہے) یہ دیسی زبان کی تعلیم اس انگریزی زبان کے لئے کسی وجہ سے مضر نہین ہے چنانچہ مخالفین یونیورسٹی انڈیل سید احمد خان صاحب نے اس بات کو مان لیا ہوا ہے اور اسی غرض انڈین ایجوکیشنل کانفرنس مین کہا ہے "یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ دیسی زبان کی دستگاہ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم دینا انگریزی زبان کی ترقی کو مضر ہے محض لاطایل ہے۔ اس طرح کہ اگر کوئی کہے کہ شرک اور تہرہرد کی تعلیم مضر ہے یا نہین ہوتا ہم مضر رسانی سے ضرور نہین یعنی اگیکہ دیسی کی ترقی کو مانع ہو گی بالکل غلط ہے کیونکہ یہ دونون علیحدہ علیحدہ کام ہین ایک کا دوسرے سے کچھ تعلق نہین ہے × ایسی ہی دلایل ہے ظاہر ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم اور ہے اور دیسی زبان کے ذریعہ سے عام تعلیم اور ہے۔ ایکا دوسرے کو ضرور پہنچانا تو درکنار بلکہ ہر دو کی رجوعیت اصلاح اور ایک کی طرف ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ دو مختلف وسایل ہین جنسے یکسان نتیجہ نکلتے ہین"۔

کے برخلاف بائبل کے تعلیم ہوتی ہی اور انکو عیسائی طور پر نماز و دعا پڑہائی جاتی ہی) فیس دیکر داخل ہوتے ہین اس سی بڑہکر قدردانی انگریزی کا اور کون وقت آئیگا - اور جب اسباب و وسایل ترقی انگریزیکا یہہ حال ہی تو پہر کیون کہا جاتا ہی کہ پنجاب یونیورسٹی مین انگریزیکے لازمی نہونیسی ان علوم کے اسملک سی اُٹہہ جانے اور باشندگان اس ملک کے اُن مدارج سی محروم رہنی کا خوف ہی اور پنجاب یونیورسٹی اس ملک کی ترقی و کمال کی حارج و بدخواہ ہے +

یہ بات ہمنے اپنی ایک معزز دوست کو جو پنجاب یونیورسٹی کے مخالفون سی ہے زبانی کہی تو انہون نے اسکے جواب مین یہ فرمایا کہ بالفعل سرکاری مدارس مین مڈل کے امتحانون مین عربی و سنسکرت اختیاری (نہ لازمی) طور پر داخل ہی تو اُسکے لازمی نہ ہونیکا یہہ نتیجہ ہی کہ اکثر لڑکے عربی و سنسکرت نہین پڑہتی اور اسمین اپنی مطلوب امتحانونکا نقصان نہ جانکر اسکی کچہہ پرواہ نہین کرتے - انگریزی بھی ایسی اختیاری غیر لازمی ہوجائیگی تو عربی و سنسکرت کیطرح اسکی بہی ایسی حالت ہوگی اسکے جواب مین ہمنی کہا کہ اس صورت مین لوگون کا انگریزی کیطرف کم توجہ کرنا انکی بے تمیزی و پست ہمتی کا نتیجہ ہوگا نہ پنجاب یونیورسٹی کی شرط امتحان کا اور ایسی بے تمیز و پست ہمت لوگون کے لئی انگریزیکا لازمی ہونا کچہہ بھی نفع نہین رکھتا - ایسی لوگ کالجون اور سکولونمین آنے ہی کیون لگی اور اگر آئے بہی تو اُسکے پڑہنی اور امتحان دینی مین مشقت کیون اُٹہائینگی - انگریزیکا لازمی ہونا انپر ایسا جبر تو نہین کرتا جس سی انکو خواہ مخواہ علم و لیاقت حاصل ہو - یہہ لازمی ہونا بہی (انکی تحصیل و مشقت مین فعل مختاری کے سبب) اختیاری ہونیکے معنی مین ہے اور آخر مدار کار لوگون کی عقل و تمیز و طلب و استطاعت ہی پر ہے - اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ لڑکون کو عقل و تمیز کہان ہوتی ہے اسکا جواب دیا گیا کہ جس لڑکے مین تمیز نہین ہوتی ہی اسکے ولی (باپ بہائی وغیرہ) مین ہوتی ہی تب ہی اسکو تعلیم کیطرف راہ ملتی ہی اور جنکی آس پاس بھی عقل نہین ہوتی انکو گورنمنٹ کب گہر سی پکڑکر مدرسہ مین داخل کر لیتی ہے - ایسا بیعقل و بے تمیز تو کوئی دیکہا یا سنا نہین گیا جسکو گورنمنٹ نی جبر و اکراہ سی انگریزی مین کامیاب کر دیا ہو -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس سے علاوہ عربی و سنسکرت اور انگریزی مین غایت درجہ کا فرق ہی جسکی نظیر انگریزی کی غیر لازمی ہونیکا قیاس عربی و سنسکرت کے غیر لازمی ہونے پر ہی قیاس مع الفارق ہی عربی مسلمانون کے لئے اور سنسکرت ہندؤن کے لئے اگرچہ دین و مذہب مین کارآمدنی ہے مگر دُنیا مین اِس قدر کارامدنی نہین ہی جسقدر کہ انگریزی کارآمدنی ہی اور چونکہ اکثر لوگ اِسوقت دنیا کے طالب ہین اِسلئے اُنسے انگریزی کا بادجود غیر لازمی ہونیکے اِس قدر پڑہنا متوقع ہی کہ عربی و سنسکرت کا پڑہنا اِس سے سو درجہ اُتر کر بھی متوقع نہین ہی - یہی وجہ ہی کہ مُلل کے امتحانون مین عربی و سنسکرت باوجود مذہبی مفاد کے نہین پڑہتے اور بجاے اُسکے انگریزی پڑہنے کو فرض جانتے ہین -

انجی انگریزی مین یہ سرگرمی اور عربی و سنسکرت مین یہ بے پرواہی عین دلیل اِس امر کی ہی کہ اُن کو انگریزی اپنے دین و ایمان و مذہبی فرایض سے بھی پیاری ہی اور یہ اُنکا جوش و پیار انگریزی کے لازمی ہونیکی ضرورت کو اُظہار رہا ہی اور صاف بتا رہا ہی کہ انگریزی اِنکی رگ و پے مین ایسی ملائی گئی اور دلون مین ایسی بٹھائی گئی ہی کہ اب وہ اُنسے جبر اِنکالنے سے بھی نہین نکلتی - پس اگر بجاے لازمی نہونے انگریزی کے انگریزی زبان کو پنجاب یونیورسٹی کے امتحان سے بالکل خارج ہی کر دیا جائے اور اِسمین امتحان لینے کی صاف ممانعت ہو جائے تب بھی اِس مُلک سے انگریزی کے اُٹھ جانیکا خوف نہین ہی جبتک کہ مدارس مین انگریزی کی تعلیم باقی رہی اور کسی نہ کسی جگہ اِسکے امتحان ہوا کرین - اور جسحالت مین پنجاب یونیورسٹی خود انگریزی کی اشاعت مین سرگرم ہے اور جو چاہی اِسکا امتحان انگریزی مین لینے کو بڑی خوشی سے مستعد تو پھر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ انگریزی کا لازمی نہ ہونا انگریزی کو اِسملک سے اُٹھاتا ہی اور پنجاب یونیورسٹی اِس امر کی مجوز مُلک کی بدخواہ ہے +

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ

مطبع ریاض ہند پریس امرتسر مین چھپا